غیر مقلدین کے شیخ الکل فی الکل سید نذیر حسین دہلوی اور معیار الحق

تالیف

مناظر اسلام حضرت مولانا
محمد امین صفدر
اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

یہ ایک ناقابل تردید تاریخی حقیقت ہے کہ اسلام جو ایک عالمگیر دین ہے اس کو ساری دنیا میں پھیلانے کا سہرا اہل سنت و جماعت احناف کے سر رہا، اور کوئی فرقہ اس عالمگیر حیثیت کو پا ہی نہ سکا۔ پوری دنیا اور خصوصاً ہندوستان میں خدا کا قرآن، رسول اقدس ﷺ کی مقدس تعلیمات اور فقہ اسلامی کی نشر و اشاعت اسی جماعت کی مرہون منت ہے، اور ان مقدس ہستیوں کے ہاتھوں پر لاکھوں کافروں نے اسلام قبول کیا وہ سب بھی اہل سنت والجماعت حنفی ہی کہلائے۔

اس حقیقت کا اعتراف نواب صدیق حسن خاں نے یوں فرمایا ہے:

"خلاصہ حال ہندوستان کے مسلمانوں کا یہ ہے کہ جب سے یہاں اسلام آیا ہے چونکہ اکثر لوگ بادشاہوں کے طریقہ اور مذہب کو پسند کرتے ہیں اس وقت سے آج تک یہ لوگ حنفی مذہب پر قائم رہے اور ہیں اور اسی مذہب کے عالم اور فاضل، قاضی اور مفتی اور حاکم ہوتے رہے ہیں۔" (ترجمان وہابیہ ص ۱۰)

اس حقیقت کو علامہ شکیب ارسلان یوں بیان فرماتے ہیں:

"مسلمانوں کی اکثریت امام ابوحنیفہؒ کی پیرو اور مقلد ہے۔ سارے ترک اور بلقان کے مسلمان، روس اور افغانستان کے مسلمان، چین کے مسلمان، ہندوستان کے مسلمان اور عرب کے اکثر مسلمان، شام و عراق کے اکثر مسلمان فقہ میں حنفی مسلک رکھتے ہیں۔" (حاشیہ حسن المساعی ص ۶۹)

۱۹۱۱ء کی سرکاری مردم شماری کے اعداد و شمار یہ ہیں:

"اثنا عشری ایک کروڑ ۳۷ لاکھ، زیدی ۳۰ لاکھ، حنبلی ۳۰ لاکھ، مالکی ایک کروڑ، شافعی دس کروڑ، حنفی ۳۷ کروڑ سے زائد۔" (انسائیکلوپیڈیا آف اسلام)

صاف ظاہر ہے کہ ۱۹۱۱ء میں اہل سنت والجماعت مقلدین کی تعداد ۴۸

کروڑ ۳۰ لاکھ سے زائد تھی جب کہ غیر مقلدین اس وقت تک کوئی قابل ذکر فرقہ نہیں تھا۔ اسی لیے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں ۱۹۱۱ء کی مردم شماری میں نہ ان کا نام نہ شمار، چنانچہ غیر مقلدین کے مشہور عالم اور مورخ مولانا محمد شاہجہانپوری نے ۱۹۰۰ء میں اپنی کتاب الارشاد تحریر فرمائی اس میں لکھتے ہیں۔

''کچھ عرصہ سے ہندوستان میں ایک ایسے غیر مانوس مذہب کے لوگ دیکھنے میں آرہے ہیں جس سے لوگ بالکل ناآشنا ہیں پچھلے زمانے میں شاذونادر اس خیال کے لوگ کہیں ہوں تو ہوں مگر اس کثرت سے دیکھنے میں نہیں ہیں بلکہ ان کا نام ابھی تھوڑے ہی دنوں سے سنا ہے۔ اپنے آپ کو تو وہ اہل حدیث یا محمدی یا مؤحد کہتے ہیں مگر مخالف فریق میں ان کا نام غیر مقلد یا وہابی یا لامذہب لیا جاتا ہے''۔

(الارشاد الی سبیل الرشاد ص ۱۳)

غیر مقلد مؤرخ کے بیان سے معلوم ہوا کہ:

یہ فرقہ ایک نیا (بدعتی) فرقہ ہے اور یہ واقعی ایک تاریخی حقیقت ہے۔ کیونکہ اسلامی لٹریچر میں طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ اور طبقات حنابلہ کی کتابیں تو ملتی ہیں جن میں ان کے محدثین، فقہاء، مفسرین، سلاطین اور دیگر علمی طبقات کا تذکرہ ہے مگر اسلامی لٹریچر طبقات غیر مقلدین نامی کتاب کے نام سے بالکل خالی ہے۔ مذاہب اربعہ کی کتب حدیث، تفسیر، فقہ، اصول فقہ، اصولِ حدیث، اصول تفسیر، اسماء الرجال تو دستیاب ہیں مگر غیر مقلدین کی کوئی حدیث، تفسیر، فقہ، اصول فقہ وغیرہ کی کتاب انگریز کے دور سے پہلے کی موجود نہیں ہے، نہ دور برطانیہ سے پہلے کا ان کا ترجمۂ قرآن، نہ ترجمۂ حدیث، نہ نماز کی کتاب تو اس فرقہ کے نیا (بدعتی) ہونے میں کسی کافر کو بھی شک نہیں ہوسکتا۔

الغرض یہ ملک پاک و ہند (متحدہ ہندوستان) جس کے فتح ہونے کی پیشگوئی زبان رسالت مآب ﷺ نے فرمائی تھی۔ (دیکھو مسند احمد ج ۵ ص ۱۷۸ ج ۲ ص ۲۲۹، ج ۲ ص ۳۶۹) اس فتح کی یہ پیشگوئی اہل سنت والجماعت احناف کے

ہاتھوں ہی پوری ہوئی اور اس ملک میں صدیوں تک اسلامی قانون یعنی فقہ حنفی کا نفاذ رہا.......... جب انگریز کے منحوس قدم اس ملک میں آئے اور اسلامی حکومت ختم ہوئی ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اہل سنت والجماعت احناف نے حکومت برطانیہ کی چولیں ہلا کر رکھ دیں تو انگریز نے اپنی پالیسی یہ بنائی کہ ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' ایک طرف انگریز احناف مجاہدین جنگ آزادی پر ظلم ڈھا رہا تھا۔ کتنوں کو پھانسی دیا کتنے کالے پانی بھیجے اس کے ساتھ ساتھ ملکہ وکٹوریہ نے آزادیٔ مذہب کا اشتہار دے دیا کہ مذہب حنفی سے آزاد ہو کر لامذہب اور غیر مقلد بن جاؤ تو حکومت برطانیہ کے خیر خواہ سمجھے جاؤ گے اور جو مذہب (حنفی) پر جما رہے گا وہ سرکار برطانیہ کا باغی شمار ہوگا۔ اس کی تفصیل نواب صدیق حسن خان کی کتاب ترجمان وہابیہ اور تعارف علماء اہل حدیث میں دیکھی جا سکتی ہے۔

میاں نذیر حسین دہلوی

۱۲۲۰ھ میں صوبہ بہار کے ضلع مونگیر کے ایک گاؤں سورج گڑھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پٹنہ میں حاصل کی۔ پھر دہلی آ گئے۔ یہاں حضرت شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ کا طوطی بول رہا تھا۔ ملکی اور غیر ملکی ہزاروں لوگ کتاب وسنت کے اس سرچشمہ سے سیراب ہو رہے تھے۔ میاں نذیر حسین صاحب بھی یہاں پہنچے۔ لیکن استعداد عربی ہدایۃ النحو تک ہی محدود تھی۔ اس لیے اس مدرسہ میں باقاعدہ داخلہ نہ مل سکا۔ کبھی کبھار شاہ صاحب کے درس میں سماع کے لیے بیٹھ جاتے۔ علم میں اگرچہ کمی تھی مگر طبیعت میں بہت تیزی تھی۔ مذہبی چھیڑ چھاڑ کا مشغلہ رکھتے تھے تاکہ عوام میں رعب جم جائے۔ اگرچہ ذہن اسلاف سے باغی تھا جس کی بو شاہ اسحٰق صاحبؒ سونگھ چکے تھے چنانچہ ایک دن فرما ہی دیا کہ:

''اس لڑکے سے وہابیت کی جھلک آتی ہے۔ بڑا تیز ہے''

(تحفۃ العرب والعجم ص ۶)

میاں نذیر حسین نے از راہ تقیہ غیر مقلدین کے خلاف لکھنا شروع کر دیا اور چند رسائل لکھے۔ ورنہ اصل حقیقت وہی تھی جو حضرت مولانا قاری عبدالرحمٰن صاحب پانی پتیؒ شاگرد شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ اور خلیفہ حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ نے تحریر فرمائی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ:

سید نذیر حسین صاحب وحفیظ اللہ خاں صاحب ومولوی عبدالحق بنارسی پہلے خدمت مولانا محمد اسحٰق صاحب میں معتقدانہ حاضر ہوتے تھے اور اپنے تئیں پکا اہل سنت ظاہر کرتے تھے اور جو کوئی امام ابو حنیفہ پر طعن کرتا قرآن وحدیث سے جواب دینے کا دعویٰ کرتے اور غصے کے مارے منہ میں کف آجاتا۔ تاکہ آدمی ہم کو اہل سنت حنفی مذہب، متقی شاگرد میاں صاحب کا خیال کریں اور معتقد ہو جاویں جب یہ اعتقاد آدمیوں کے ذہن میں جما دیا بعد ہجرت جناب مغفور کے اور دہلی کے خالی ہونے کے علم سے بتدریج اپنا مذہب رواج دینا شروع کیا پر تقیہ نہ چھوڑا اور آہستہ آہستہ عوام کو رفض کی سڑک پر ڈال دیا اور قرآن وحدیث سے عوام کا دل پھیر دیا اور عمل بالحدیث کے پردے میں صدہا آیات واحادیث کو رد کر دیا۔ (کشف الحجاب ص ۱۰)

نیز لکھتے ہیں:

"مولانا اسحٰق صاحب وعظ میں لامذہبوں (غیر مقلدوں) کو ضال مضل فرماتے تھے اور یہ گمراہ باہر نکل کر کہتے تھے میاں صاحب نے ظاہر میں کہہ دیا ہے، ورنہ مذہب میاں صاحب کا وہی ہے جو ہم کہتے ہیں اور ایسا ہی ایک اور جعل کرتے ہیں کہ سوال کسی مسئلہ کا بنا کر اور اس کا جواب موافق اپنے مطلب کے لکھ کر علمائے سابقین کے نام سے چھپواتے ہیں چنانچہ بعض مسئلے مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کے نام سے اور بعضے مسئلے مولوی حیدر علی کے نام سے چھپواتے ہیں تاکہ عوام فریب کھاویں اور جانیں کہ یہ علماء بھی لامذہب تھے"۔ (کشف الحجاب ص ۹)

نیز لکھتے ہیں:

''مولوی نذیر حسین صاحب نے سید محمد مجتہد شیعہ سے بذریعہ خطوط مطاعن ابو حنیفہؒ طلب کیے اور ہمت آپ کی بالکل طرف مطاعن ائمہ فقہاء اور تجہیلات صحابہؓ کے مصروف ہے...... اور مطاعن صحابہ وفقہاء کو عبادات اور جہاد قرار دے کر مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کو عبادت عظمیٰ قرار دیا ہے...... مولوی نذیر حسین کے شیعہ ہونے میں شبہ نہیں ہے۔ (حاشیہ کشف الحجاب ص ۸)

الغرض میاں صاحب نے تقیہ کی آڑ میں کتنے ہی لوگوں کو گمراہ کر دیا۔

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ فرماتے ہیں کہ میاں نذیر حسین کی شہرت سن کر میرا بھی ارادہ تھا کہ دورۂ حدیث ان سے پڑھوں۔ میں نے استخارہ کیا تو خواب میں دیکھا کہ میاں صاحب چھاچھ تقسیم کر رہے ہیں جس سے میں سمجھ گیا کہ اسلام کی مثال تو احادیث میں دودھ سے آئی ہے مگر ان کے پاس دودھ نہیں چھاچھ ہے جسؔ کی صورت تو دودھ کی سی ہے مگر حقیقت سے خالی ہے۔ یہی حال ان کے مذہب کا ہے۔

مولوی عبدالمجید ہزاروی فرماتے ہیں کہ جب میں نے مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کے پاس حدیث شریف پڑھنی شروع کی تو دل اندر سے گھبراتا تھا اور خواب میں اکثر خنزیر کے بچے نظر آیا کرتے تھے کہ میرے چاروں طرف پھرتے ہیں ایسی خوابیں دیکھ کر میرا دل اچاٹ ہو گیا پھر مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ سے بیان کیا تو آپ نے فرمایا مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے حدیث پڑھو چنانچہ مولانا سے پڑھنا شروع کر دیا تو یہ پریشانی ختم ہوئی اور دل کو فرحت نصیب ہوئی۔

(تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۳۲۰ ملخصاً)

الغرض میاں صاحب کے تقیہ نے کافی عرصے تک لوگوں کو دھوکے میں رکھا۔

آخر حکومتِ برطانیہ کے ایک پنشنر حافظ محمد یوسف کے کہنے سے میاں صاحب نے تقیہ کا

نقاب اتارا اور کھل کر غیر مقلدیت پر عمل شروع کیا۔ (نقوش ابوالوفاء ص ۴۲،۴۱)

میاں نذیر حسین کے دھوکوں سے عوام کو بچانے کے لیے حضرت مولانا واب قطب الدینؒ صاحبِ مظاہر حق نے دو مختصر سے رسالے لکھے تنویر الحق اور توفیر حق تو میاں نذیر حسین کو ان پر بڑا پیچ وتاب اٹھا۔

معیار الحق

میاں نذیر حسین نے تنویر الحق کا جواب لکھنا شروع کیا لیکن اپنے میں اتنی استعداد کہاں تھی؟ اس لیے محمد حسین نو مسلم کو ساتھ ملایا۔ (مدار الحق ص ۵۸)

اور محمد حسین بٹالوی تو اس کو اپنی کتاب ہی کہتا تھا۔

(اشاعۃ السنۃ ج ۲۳ ص ۳۴۷، ۳۴۶)

۱۔ میاں صاحب کی علمی استعداد کا یہ حال ہے کہ شاہ ولی اللہؒ کی طرف ایک غلط کتاب منسوب کر دی القول السدید۔ (معیار الحق ص ۵۳)

۲۔ ابن حجرؒ کی عبارت کو علامہ شامیؒ کی عبارت قرار دے دیا۔

۳۔۴۔۵۔۶ امام ابن خلکان، ابن حجر عسقلانیؒ، امام نوویؒ، علامہ ابن طاہرؒ کی عبارات میں ایسی قطع و برید کی کہ گویا یہ حضرات امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کو تابعی نہیں مانتے حالانکہ یہ سب امامؒ کی تابعیت کے قائل ہیں۔ (معیار الحق)

۷۔ میاں صاحب لکھتے ہیں کہ قتادہ نے سائل سے کہا کہ محمد بن اسماعیل (بخاری) کو امام احمد سمجھ لے۔ (معیار ص ۲۶) جبکہ امام بخاریؒ جناب قتادہ کی وفات کے ۷۶ سال بعد پیدا ہوئے اور امام احمدؒ قتادہ کی وفات سے ۴۲ سال بعد پیدا ہوئے افسوس اس کم علمی پر اسلاف سے بغاوت۔

۸۔۹۔۱۰...... اسماء الرجال کے بارہ میں استعداد کا یہ حال تھا کہ ایک حدیث جس کا راوی سلیمان بن مہران الاعمش صحاح ستہ کا اجماعی شیخ تھا اس کو ضعیف ثابت کرنے کے لیے اس راوی کو سلیمان بن ارقم قرار دے دیا ص ۲۲۵ اور خالد بن حارث کو خالد

بن مخلد قرار دے دیا۔ اور ص ۲۳۴ پر ایک حدیث کا انکار کرنے کے لیے اسامہ بن زید اللیبی کو اسامہ بن زید العدوی قرار دے دیا۔ احادیث نبویہ کے انکار کا یہ طریقہ ابھی تک منکرین حدیث کو بھی نہیں سُوجھا کہ جہاں عن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لفظ آ جائے وہاں عبداللہ رضی اللہ عنہ بن مسعود کی بجائے رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی قرار دے کر حدیث کو ماننے سے انکار کر دیں۔

۱۱۔ ص ۲۱۹ پر حدیث میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں سار میلین او ثلاثۃ اور ترجمہ کیا ہے: دو تین کوس مسافت چلیں۔ حالانکہ ایک کوس تین میل کا ہوتا ہے۔ افسوس اس کم استعدادی پر بھی ان کو شیخ الکل کہا جاتا ہے۔

جس کی بہار یہ ہو اس کی خزاں نہ پوچھ

تقلید

میاں صاحب نے تقلید کے ردّ میں یہ کتاب لکھی ہے اور تقلید کی چار قسمیں قرار دی ہیں۔ تقلید کی یہ تقسیم خود ایک بدعت ہے جس پر میاں صاحب دلیل شرعی پیش کرنے سے عاجز رہے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

رہی تقلید وقت لاعلمی کے سو یہ چار قسم ہے۔

قسم اول:

واجب ہے اور وہ مطلق تقلید ہے مجتہد اہل سنت کی لاعلی التعین چنانچہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے عقد الجید میں لکھا ہے: سمجھ لے کہ مجتہد کی پیروی دو قسم کی ہے: واجب اور حرام۔ سو ایک تو یہ ہے کہ باعتبار دلالت کے روایت کا اتباع ہو اس کی تفصیل یہ ہے کہ جو شخص قرآن و حدیث کو نہیں جانتا تو وہ بذات خود جستجو سے مسائل اور استنباط کی طاقت نہیں رکھتا۔ سو اس کا یہی وظیفہ ہے کہ کسی فقیہ سے پوچھ لے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فلانے فلانے مسئلے میں کیا حکم فرمایا ہے۔ جب فقیہ بتا دے تو اس کی پیروی کرے برابر ہے کہ صریح نص سے لیا ہو یا اس سے استنباط کیا ہو یا منصوص پر قیاس کیا ہو یہ سب صورتیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روایت

کی طرف رجوع کرتی ہیں اگر چہ بطور دلالت کے ہی ہوں اور ایسی تقلید کی صحت پر تمام امت کا ہر طبقہ میں اتفاق ہے بلکہ تمام امتیں اپنی اپنی شریعتوں میں ایسی صورت پر متفق ہیں"۔ (عقد الجید مترجم اردو ص ۱۲۰، ۱۲۱، معیار الحق طبع اول ص ۴۲)

نیز فرماتے ہیں:

"جس آیت کے حکم سے تقلید ثابت ہوتی ہے وہ اس صورت میں ہے جبکہ لاعلمی ہو۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَاتَعْلَمُوْن﴾۔ یعنی پس سوال کرو اہل ذکر سے اگر نہ جانتے ہو تم اور یہی آیت دلیل ہے۔ وجوب تقلید پر کما اشار الیہ المحقق ابن الھمام فی التحریر (معیار الحق ص ۴۷)

گویا تقلید کا وجوب قرآن پاک اور تمام امتوں کے اجماع سے ثابت ہے اس وجوب کو مولانا محمد حسین بٹالوی نے اشاعۃ السنۃ، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی نے تاریخ اہل حدیث ص ۱۲۵، مولانا ثناء اللہ امرتسری نے فتاوی ثنائیہ ج اص ۲۵۲ مستری نور حسین گرجاکھی نے ارکان اسلام مولانا داود غزنوی نے کتاب داؤد غزنوی (ص ۳۷۵) پر تسلیم کیا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ تقلید کو واجب ماننے کے بعد وہ غیر مقلد تو نہ رہے بلکہ مقلد ہو گئے اور واجب کا تارک فاسق ہوتا ہے۔ واجب کو شرک کفر، حرام یا بدعت کہنے والا تو بہت ہی خطرے میں ہے آج جو لوگ جذبات میں آکر تقلید کو کتے کا پٹہ، مقلد کو جانور تک کہہ جاتے ہیں انہیں ضد چھوڑ کر قرآن پاک اور اجماع کو مان لینا چاہیئے۔

نوٹ ضروری

میاں نذیر حسین اور ان کے مذکورہ جماعتیوں نے اس تقلید میں جو لاعلی التعین کی قید لگائی ہے یہ ان کی اپنی بدعت ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ کی طرف اس کی نسبت کرنا ان پر محض افتراء ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں توبہ کی توفیق دیں کیونکہ یہ حرکت منافق کی علامت ہے نہ کہ اہل حدیث کی۔

قسم دوم

مباح ہے اور وہ تقلید مذہب معین کی ہے بشرطیکہ مقلد اس تعیین کو امر شرعی نہ سمجھے بلکہ اس نظر سے تعین کرلے کہ جبکہ امر اللہ تعالیٰ کا واسطے اتباع اہل ذکر کے عموماً صادر ہوا تو جس ایک مجتہد کا اتباع کریں گے اسی کے اتباع سے عہدۂ تکلیف سے فارغ ہو جائیں گے اور اس میں سہولت بھی پائی جاتی ہے، (معیار الحق ص ۴۲) تقلید ایک شخص کی لازم اور واجب نہیں اگرچہ اولیٰ اور بہتر اور موجب سہل ہونے عمل کے ہے (معیار الحق ص ۸۰) اور جو مقلد تخصیص مذہب معین کی بطور قسم ثانی کے اختیار کرے وہ حقیقۃً تارک بنص ما آتاکم الرسول کا نہیں ہے بلکہ (نص کے مقتضاء عموم پر عمل کرنے والا ہے) عامل بمقتضائے عموم نص کے ہے۔ (معیار الحق ص ۸۹)

یہی بات مذکورہ پانچوں صاحبان بھی مانتے ہیں لیکن اس سے ان کے شیخ الکل کی اور پوری جماعت کی علمی استعداد سامنے آتی ہے۔ جب تقلید کی یہ قسم بھی نص سے ثابت ہے اور نص وجوب تقلید کی دلیل ہے تو اس تقلید سے بھی واجب ہی ادا ہوگا اور جب وجوب حکم شرعی ہے تو اس کو حکم شرعی کیوں نہ سمجھے یہ تو ایسا ہی ہے جیسے منکرین حدیث کہتے ہیں کہ حدیث کو حکم شرعی نہیں سمجھنا چاہیئے اور بخاری مسلم کی احادیث کو متفق علیہ سمجھنا کوئی حکم شرعی نہیں۔ یہاں مباح کا حکم اور اس کو شرعی نہ سمجھنے کی پخ خالصتاً میاں صاحب کی بدعت ہے کسی شرعی دلیل سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔

شاہ ولی اللہؒ

میاں صاحب نے تقلید کے مسئلہ کا بیان شاہ ولی اللہؒ سے شروع کیا تھا مگر دوسرے ہی قدم پر شاہ صاحب کو چھوڑ گئے۔ شاہ صاحب فرماتے ہیں:

''اگر ایک جاہل شخص ہندوستان یا ماوراء النہر کے کسی خطہ میں ہو اور اس کے قریب کوئی شافعی، مالکی یا حنبلی عالم نہ ہو نہ ان کے مسالک فقہ کی کوئی کتاب ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ امام ابوحنیفہؒ کے مذہب کی تقلید کرے اور اس سے باہر جانا اس کے

لیے حرام ہو گا۔ اس لیے کہ اس وقت اگر اس نے ایسا کیا تو وہ اپنے آپ کو دائرۂ شریعت سے نکال لے گا اور شتر بے مہار بن کر رہ جائے گا"۔
(فقہی اختلاف کی اصلیت ص ۷۲ ترجمہ الانصاف)

قسم سوم

"حرام و بدعت وہ تقلید ہے جو بطور تعیین کے بزعم وجوب کے ہو"
(معیار الحق ص ۴۲)

یہ قول خود بدعت ہے اور اگر چہ گندہ مگر ایجاد بندہ کا مصداق ہے اس پر کوئی شرعی دلیل موجود نہیں۔

قسم رابع

شرک: یہ تقلید ائمہ اربعہ کے مقلدین کی نہیں نہ ہی ان کے اصول میں اس کا ذکر ہے البتہ خود غیر مقلدین کا یہی حال ہے ان کو قرآن سناؤ۔ احادیث سناؤ ہرگز نہیں مانتے۔ ان کو ضعیف کہہ کر ٹالتے جاتے ہیں ہاں اپنے نفس کی اتباع کا نام عمل بالحدیث رکھا ہوا ہے اور اسی سے لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔

میاں صاحب نے یہ چار قسمیں تو گھر بیٹھ کر گھڑ لیں مگر جو بات لکھنی چاہیئے تھی وہ نہ لکھی کہ جو عوام غیر مقلدین اپنے مولویوں پر اعتماد کرتے ہیں ان کا کیا حکم ہے۔ کیونکہ ان کے مولویوں میں اجتہاد کی شرائط نہیں ہوتیں بلکہ اجتہاد کی جامع مانع تعریف بھی نہیں کر سکتے۔ ہم اجتہادی مسائل میں ایسے امام کی تقلید کرتے ہیں جن کا مجتہد ہونا دلیل شرعی یعنی اجماع امت سے ثابت ہے اور وہ اجتہاد کی شرائط کے جامع تھے خود میاں نذیر حسین امام صاحبؒ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

"ان کا مجتہد ہونا اور متبع سنت اور متقی اور پرہیز گار ہونا کافی ہے۔ ان کے فضائل میں اور آیت کریمہ ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ﴾ زینت بخش مراتب ان کے کی ہے" (معیار الحق ص ۵)

ان دونوں تقلیدوں میں ایسا ہی فرق ہے کہ ایک مسجد کے لوگ اس امام کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے ہیں۔ جس میں نماز کی شرائط مکمل طور پر موجود ہیں۔اس کی اپنی نماز بھی درست ہے اور مقتدیوں کی بھی صحیح ہے۔ دوسری مسجد میں لوگ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں جس میں نماز کی ایک شرط بھی نہیں ہے اس کا منہ قبلے سے پھرا ہوا۔ گندے مقام پر کھڑا ہے گندے جسم اور گندے کپڑوں سے نماز پڑھا رہا ہے نہ وضو کیا نہ غسل، ظاہر ہے کہ ایسے امام کی نہ اپنی نماز درست ہوگی نہ مقتدیوں کی وہ ضال بھی ہوگا اور مضل بھی، اس نااہل کی تقلید کے خلاف کتاب لکھنا چاہیئے تھا نہ کہ ائمہ مجتہدینؒ کی تقلید کے خلاف۔

لطیفه

ایک دفعہ ایک لامذہب شیخ الحدیث صاحب ایک دکان پر گئے۔ وہاں ایک حنفی نوجوان کو پوچھا "کیا تم مقلد ہو؟" اس نے کہا "جی ہاں، میں ان پڑھ ہوں ظاہر ہے کہ میرے پاس کسی عالم پر اعتماد کے سوا کوئی چارہ کار نہیں اس لیے تقلید کے بغیر نہ نماز پڑھ سکتا ہوں نہ کوئی اور دینی کام سرانجام دے سکتا ہوں" شیخ الحدیث صاحب نے کہا "کس کی تقلید کرو گے؟" اس نے کہا، "آپ بھی عالم ہیں میں آپ پر اعتماد کر کے مسائل پوچھ لوں گا اور آپ کی تقلید کرلوں گا"۔ یہ بات سن کر شیخ الحدیث صاحب خاموش ہو گئے۔ وہ نوجوان تھوڑی دیر خاموش رہا کہ شیخ الحدیث صاحب اپنی تقلید سے مجھے منع کریں گے۔ کوئی آیت یا حدیث پڑھیں گے مگر شیخ الحدیث خاموش رہے۔ اس نوجوان نے کہا کہ "حضرت اگر میں کہہ دیتا کہ میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کی تقلید کرتا ہوں تو سارا قرآن میرے خلاف پڑھا جاتا، کبھی ابوجہل کے متعلقہ آیات مجھ پر فٹ کی جاتیں، کبھی احبار و رھبان والی آیات میرے امام پر چسپاں کی جاتیں کبھی مجھے مشرک کہا جاتا، کبھی میرے امام کو قیاس کی وجہ سے شیطان کہا جاتا، کبھی تقلید کو کتے کا پٹہ کہا جاتا، کبھی میرے محمدی ہونے کا انکار کیا جاتا۔ مجھے نبی کا منکر، دین کا دشمن کہا

جاتا۔ مگر اب میں آپ کی تقلید کے لیے تیار ہو گیا ہوں۔ اب نہ کوئی آیت میرے خلاف پڑھی ہے اور نہ کوئی حدیث۔ معلوم ہوا کہ اصل اختلاف تقلید میں نہیں وہ تو آپ کے عوام میں بھی پائی جاتی ہے۔ صرف امام صاحبؒ سے حسد ہے کہ لوگ ان کی تقلید کیوں کرتے ہیں؟ ہماری کیوں نہیں کرتے؟ ہم جس طرح ڈاکٹر کو چھوڑ کر اناڑی سے دوا نہیں لیتے وکیل کو چھوڑ کر جاہل سے قانونی مشورہ نہیں لیتے۔ اسی طرح امام صاحب کے مقابلہ میں آپ کو نااہل سمجھتے ہیں اس لیے آپ کی تقلید نہیں کرتے۔

مسئلہ تقلید

تقلید کہتے ہیں کسی فن میں اہل فن پر اعماد واعتبار کرنا کہ یہ دلیل کے موافق مسئلہ بیان کرتا ہے اور اس میں دلیل تفصیلی کا مطالبہ نہ کرنا محض اس ظن پر اعتماد کرنا کہ یہ مسئلہ خود نہیں گھڑتا بلکہ قرآن وحدیث کا جو مسئلہ عوام کی نظر سے پوشیدہ تھا اسکو صرف ظاہر کر کے بتاتا ہے۔

کن مسائل مین تقلید کی جاتی ہے؟

میاں صاحب خود قاضی عضد کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ وہ مسائل جن میں کسی کی تقلید چاہیئے وہ مسائل اجتہادیہ ہیں نہ کہ منصوصہ۔ (معیار الحق ص ۳۸)

کون تقلید کرے اور کس کی کرے؟

میاں صاحب ملا علی قاریؒ کی شرح عین العلم کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تکلیف دی ہے کہ علماء (براہ راست) کتاب وسنت پر عمل کریں اور ناواقف لوگ علماء کی تقلید کریں۔ (یعنی ان کی راہنمائی میں کتاب وسنت پر عمل کریں)"

اور سم العوارض کے حوالہ سے لکھتے ہیں" جو مجتہد نہ ہو اس پر یہ واجب ہے کہ کسی عالم کی تقلید کرے۔ بسبب اس آیت کے پوچھو اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے۔ اور بسبب اس مقولہ بعض مشائخ کے کہ جو کسی عالم کی پیروی کرے گا تو قیامت میں گرفت سے سالم رہے گا" (معیار الحق ص ۷۶، ۷۵ طبع اول)

یہ تقلید کب سے شروع ہوئی؟

میاں صاحب کتابوں کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں: ''زمانہ صحابہؓ سے لے کر زمانہ اصحاب مذاہب تک یہی چال تھی کہ بدواں تخصیص ایک مذہب کی تقلید کیا کرتے تھے'' (معیار الحق ص ۵۹)

سید بادشاہ سے نقل کرتے ہیں:

''صحابہؓ کے زمانہ سے لے کر آج تک یہی حال اور مسلک چلا آیا کہ کبھی کسی کی تقلید کرتے کبھی کسی کی بدون انکار کے''۔ (ص ۵۷)

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہؓ اور تابعینؒ میں ایک شخص بھی غیر مقلد یا تقلید کا منکر نہ تھا۔

ان سب عبارتوں کا خلاصہ یہ نکلا کہ تقلید کا تعلق مسائل منصوصہ سے نہیں بلکہ مسائل اجتہادیہ میں مجتہد پر اجتہاد واجب ہے اور غیر مجتہد پر تقلید اور یہی طریقہ صحابہؓ، تابعینؒ اور بعد میں آج تک امت کے تواتر کے ساتھ چلا آرہا ہے۔ اب ہر غیر مقلد یہ کہنے لگا ہے کہ ہمیں صرف قرآن حدیث اور اس کے فہم میں اپنا فہم سقیم کافی ہے کسی مجتہد کے فہم سلیم کی رہنمائی کی ہمیں ضرورت نہیں۔

طریقہ امتحان

آپ کو جو غیر مقلد ملے اس کو سادہ قرآن پاک اور حدیث کی ایک آدھ کتاب دے دیں اور کہیں کہ ہمیں نماز کا مکمل طریقہ سکھا دیں۔ نماز زبانی اور بدنی عبادت کا مجموعہ ہے۔ پہلے ہر ذکر اور عمل کا حکم پوچھیں کہ تکبیر تحریمہ اور تحریمہ کی رفع یدین کا حکم کیا ہے؟ فرض ہے یا واجب؟ سنت ہے یا نفل؟ یہ حکم صاف طور پر قرآن حدیث میں دکھا دیں وہ قیامت تک نہیں دکھا سکے گا۔ اب تنگ آکر کہے گا کہ ہم کسی چیز کو فرض، واجب، سنت نہیں مانتے۔ یہ احکام بدعت ہیں آپ فوراً کہیں کہ اچھا آپ لکھ دیں کہ رکوع کی رفع یدین، امام کے پیچھے فاتحہ، سینے پر ہاتھ باندھنا، اونچی آواز سے آمین کہنا

نہ فرض ہے، نہ واجب، نہ سنت، نہ نفل جو لوگ ان کو فرض یا سنت وغیرہ کہتے ہیں وہ سب بدعتی ہیں۔ پھر اس سے پوچھیں کہ میں کسی مسجد کا امام نہیں ہوں، فرائض مقتدی بن کر پڑھتا ہوں اور سنتیں اور نفل اکیلا پڑھتا ہوں مجھے قرآن حدیث سے دکھائیں کہ مقتدی اور اکیلا نمازی تکبیر تحریمہ، ثناء، تعوذ، تسمیہ، آمین رکوع وسجدہ کی تکبیرات اور تسبیحات، تشہد، درود، دعا، سلام آہستہ آواز سے کہیں یا بلند آواز سے وہ جو جواب دے اسے کہہ دیں کہ یہ قرآن وحدیث میں دکھا دو۔ وہ ہرگز یہ صاف اور صریح الفاظ میں قرآن و حدیث میں نہ دکھا سکے گا اب اس سے لکھوالیں کہ میں نے قرآن وحدیث پر جھوٹ بولا تھا میں تو صرف قرآن وحدیث سے نماز کا مکمل طریقہ بھی نہیں نکال سکتا اور آج تک سب نمازیں اپنے مولویوں کی تقلید میں پڑھی ہیں۔ یہ لکھوا کر اس سے پوچھے کہ جس کی تو نے تقلید کی ہے اس کا نام لکھا دیں۔ پھر اس کے مولوی سے بھی یہی طریقہ اختیار کریں۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ مولوی بھی محض جھوٹا ہے وہ قرآن وحدیث سے مکمل نماز کبھی ثابت نہ کر سکے گا۔ اب جہاں غیر مقلد ملے فوراً کہہ دو کہ میاں قرآن وحدیث تمہیں بالکل نہیں آتا قرآن حدیث پر جھوٹ نہ بولا کرو۔

دوسرا طریقہ امتحان

یہ ہے کہ آپ تعلیم الاسلام یا بہشتی زیور یا اردو فتاویٰ عالمگیری لے کر بیٹھ جائیں اور ترتیب سے ایک ایک مسئلہ پڑھنا شروع کر دیں اور ان سے کہیں کہ ہر مسئلہ کے خلاف ایک ایک آیت یا ایک ایک صحیح صریح غیر معارض حدیث پیش کرتے جائیں جس سے ہم اس مسئلے کو غلط مان کر چھوڑ دیں گے اب آپ صحیح مسئلہ کی صورت کسی آیت یا حدیث صحیح صریح غیر معارض سے ثابت کرتے جائیں جب آپ ہماری ساری فقہ کو اس طرح غلط ثابت کر دیں گے اور ہر مسئلہ کے مقابلہ میں صحیح مسئلہ قرآن وحدیث سے دکھا دیں گے تو ہم آپ کا مسلک قبول کر لیں گے۔

تیسرا طریقہ امتحان

آپ حدیث کی کتاب طحاوی شریف، مصنف ابن ابی شیبہ یا مصنف عبدالرزاق لے کر بیٹھ جائیں اور متعارض احادیث سنانا شروع کردیں اور ان سے کہیں کہ ان کا رفع تعارض کسی امتی کے قول یا اصول سے نہیں بلکہ صحیح، صریح، غیر معارض حدیث سے رفع کریں وہ ہرگز رفع نہ کرسکیں گے۔ اب ایک ہی صورت ہوگی وہ مجتہد کی تقلید میں ان متعارض روایات سے راجح پر عمل کریں۔ یہی تقلید ہے۔

آپ اس طریقہ سے اچھی طرح سمجھ لیں گے کہ یہ لوگ قرآن وحدیث سے بالکل جاہل۔ ہاں اسلاف سے بدگمانی اور ان پر بدزبانی کرنے کا نام عمل بالحدیث رکھا ہوا ہے۔ شاید لعن اخر ھذہ الامۃ اولھا پر عمل کرنے کو عمل بالحدیث کہتے ہیں۔ (یعنی قرب قیامت) اس امت کے بعد میں آنے والے پہلوں پر طعن تشنیع کریں گے۔

ان کی تقلید

یہ لوگ لغت میں ائمہ لغت پر اندھا اعتماد کرتے ہیں جو ان کی تقلید ہے۔ اسماء الرجال، اصول حدیث اور احادیث کے صحت وضعف کے بارے میں امام شافعیؒ کے مقلد محدثین کی تقلید کرتے ہیں۔ صرف ونحو میں ائمہ صرف ونحو کی تقلید سے ذرہ عار محسوس نہیں کرتے۔ ڈاکٹر اور طبیب کی تقلید طریقہ علاج میں لازم جانتے ہیں۔ قانونی مسائل میں ماہرین قانون کی تقلید کرتے ہیں لیکن دین کے معاملہ میں اپنے نااھل مولوی کی تقلید کرتے ہیں جبکہ اہل کو چھوڑ کر نااہل کی تقلید کرنا علامات قیامت میں سے ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: **اذا وسد الامر الی غیر اھلہ فانتظر الساعۃ** (بخاری) جب نااہل کے سپرد کام کیا جائے تو قیامت یعنی بربادی اور تباہی کا انتظار کر۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ڈاکٹری علاج موچی سے کرایا جائے، قانونی مشورہ جولاہے سے لیا جائے۔ تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو چھوڑ کر مرزا قادیانی کی پیروی کی

جائے فن حدیث میں امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے مقابلہ میں اسلم جیراجپوری اور پرویز کو ناقد اور محقق مانا جائے۔ میاں صاحب کا فرض تھا ان تقلیدوں کا فرق بیان کرتے اور اس فرق کی دلیل قرآن حدیث سے لاتے۔ آخر باقی تقلیدوں میں چار قسمیں کیوں نہ کیں صرف اس میں یہ تقسیم کس حدیث سے کی؟۔

جس طرح کوئی یہ کہے کہ لغت، صرف، نحو، بیان، اصول، قرآن وحدیث کے خلاف ہیں تو یہ حماقت ہے اس سے بڑھ کر یہ حماقت ہے کہ فقہ قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ اگر فقہ قرآن وحدیث کے خلاف ہوتی تو قرآن وحدیث میں فقہ کی تعریفیں نہ ہوتیں۔

ایک دھوکا

غیر مقلد اپنے ذہن اور اپنی سوچ کو خدا اور رسولؐ کی سوچ اور معصوم سمجھتے ہیں اس لیے جو شخص ان کے فہم سے اختلاف کرے اس کو یہ نہیں کہتے کہ اس نے ہمارے فہم کو نہیں مانا بلکہ اس کو خدا، رسولؐ کا مخالف کہتے ہیں۔ ان کی سمجھ کے خلاف کسی امام کا فہم ہو۔ صحابی کی سوچ ہو، خلیفہ، راشدؓ کا فتویٰ ہو سب کو رسولؐ کا مخالف کہیں گے اور دھوکا یہ دیں گے کہ ایک طرف قول معصوم ہے دوسری طرف قول مجتہد، جس سے خطاء کا امکان بلکہ وقوع بھی ہے حالانکہ اتنی بات صاف ہے کہ دونوں جہانوں کی کامیابیاں اتباع رسول معصومؐ سے وابستہ ہیں مگر رسول پاک ﷺ کا دین ہم تک بواسطہ امت پہنچا ہے اب اگر اس پر امت کا اجماع ہے تو اجماع معصوم ہوتا ہے۔ اس لیے ایسے مسائل حجت قاطعہ ہیں کہ معصوم کی بات معصوم واسطہ سے ہم تک پہنچ گئی لیکن اگر اس مسئلہ پر اجماع نہیں بلکہ مجتہدین میں اختلاف ہے تو یہ رحمت واسعہ ہے کہ صواب پر دو اجر اور خطاء پر ایک اجر اور عمل ہر حال میں مقبول۔ اس لیے مجتہد اور مقلد کو ذرہ بھر خطرہ نہیں ان کے اعمال مقبول ہیں اور اجر بھی یقینی ہے خواہ ایک اجر ملے یا دو۔ مجتہد اور غیر مقلد کا مقابلہ معصوم اور غیر معصوم کا مقابلہ نہیں بلکہ اہل اور نااہل کا مقابلہ ہے اور نااہل کا عمل

مردود اور گناہ لازم ہے آپؐ نے فرمایا۔ من قال فی القران برایہ فاصاب فقد اخطاء جس (نااہل) نے اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کی وہ صحیح بھی ہو تو بھی اسے گناہ ہوگا (کیونکہ یہ صحت اتفاقی ہے کسی دلیل پر مبنی نہیں) کتنا بڑا فرق ہے کہ مجتہد کو خطاء پر بھی اجر، غیر مقلد کا صواب بھی خطاء۔ جیسے غیر ڈاکٹر انجکشن لگائے تو بلاری ایکشن بھی مجرم اور جس کے پاس ڈرائیونگ لائسنس نہ ہو وہ بغیر ایکسیڈنٹ کرنے کے بھی قانونی مجرم ہے۔

الغرض میاں نذیر حسین نے معیار الحق کتاب لکھ کر مسلمانوں کو ایسی بے راہروی اور آوارہ گردی پر لگا دیا جس سے آج ہزاروں لوگ مرتد اور کم از کم فاسق بن گئے اہل سنت میں کئی فرقے بن گئے بلکہ اسی فتنہ ترک تقلید سے مرزائیت، انکار حدیث اور دین بیزاری کے فتنوں نے جنم لیا۔

انکار تقلید کے نتائج

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ یہ ایک عالمگیر حقیقت ہے جب تک اس ملک میں تقلید کا دور دورہ رہا۔ لوگ لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں کفر سے اسلام کی طرف آتے رہے لیکن معیار الحق نے جو ترک تقلید کا سبق پڑھایا تو صرف پچیس سال میں اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ وہ سنیئے:

مولانا محمد حسین بٹالوی کی شہادت

پچیس برس کے تجربہ سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے علمی کے ساتھ مجتہد اور مطلق تقلید کے تارک بن جاتے ہیں وہ بالآخر اسلام کو سلام کر بیٹھتے ہیں ان میں سے بعض عیسائی ہو جاتے ہیں بعض لامذہب جو کسی دین و مذہب کے پابند نہیں رہتے اور احکام شریعت سے فسق و خروج تو اس آزادی کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ ان فاسقوں میں بعض تو کھلم کھلا جمعہ جماعت اور نماز روزہ چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ سود و شراب سے پرہیز نہیں کرتے اور بعض جو کسی مصلحت دنیوی کی وجہ سے فسق ظاہری سے بچتے

ہیں وہ فسق خفی میں سرگرم رہتے ہیں، ناجائز طور پر عورتوں کو نکاح میں پھنسا لیتے ہیں۔
کفر وارتداد اور فسق کے اسباب دنیا اور بھی بکثرت ہیں مگر دین داروں کے بے دین ہوجانے کے لیے بے علمی کے ساتھ ترک تقلید بڑا بھاری سبب ہے۔ گروہ اہل حدیث میں جو بے علم یا کم علم ہو کر ترک مطلق تقلید کے مدعی ہیں وہ ان نتائج سے ڈریں اس گروہ کے عوام آزاد اور خود مختار ہوتے جاتے ہیں۔ (اشاعۃ السنہ ۱۸۸۸ء)

قاضی عبدالاحد خانپوری کی شہادت

اس زمانہ کے جھوٹے اہل حدیث مبتدعین، مخالفین سلف صالحین جو حقیقت ماجاء بہ الرسول (رسول کے لائے ہوئے دین) سے جاہل ہیں وہ اس صفت میں وارث اور خلیفہ ہوئے ہیں شیعہ اور روافض کے۔ جس طرح شیعہ پہلے زمانوں میں باب اور دہلیز کفر ونفاق کے تھے اور مدخل ملاحدہ اور زنادقہ کا تھے اسلام کی طرف اسی طرح یہ جاہل بدعتی اہل حدیث اس زمانہ میں باب اور دہلیز اور مدخل ہیں ملاحدہ اور زنادقہ منافقین کے بعینہ مثل اہل تشیع کے دیکھو ملاحدہ نیچر یہ جو کفار ہیں اور منافقین ہیں وہ بھی انہیں کے باب اور دہلیز اور مدخل سے داخل ہوئے اور انہیں کو گمراہ کر کے ان سے اپنا حصہ مفروض کامل اور وافی مثل شیطان کے لے گئے پھر ملاحدہ مرزائیہ قادیانیہ نکلے تو انہوں نے بھی انہیں کے باب اور دہلیز اور مدخل سے داخل ہونا اختیار کیا اور جماعت کثیرہ کو ان میں سے مرتد اور منافق بنا دیا اور جب ملاحدہ، زنادقہ، چکڑالویہ نکلے تو وہ بھی انہیں کے دہلیز اور دروازہ سے داخل ہوئے اور ایک خلق کو انہوں نے مرتد بنا دیا اور جب یہ مولوی ثناء اللہ خاتمۃ الملحدین نکلا تو وہ بھی انہیں جہال اہل حدیث کے باب اور دہلیز میں داخل ہو کر کیا جو کیا۔ مقصود یہ ہے کہ رافضیوں میں ملاحدۂ تشیع ظاہر کر کے حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کی غلو کے ساتھ تعریف کر کے سلف کو ظالم کہہ کر گالی دیں پھر جس قدر الحاد وزندقہ پھیلا دیں کوئی پروا نہیں۔ اسی طرح ان جہال بدعتی کاذب اہل حدیثوں میں کوئی ایک دفعہ رفع یدین کرے اور تقلید کا رد کرے اور سلف کی

ہتک کرے مثل امام ابوحنیفہؒ کے جن کی امامت فی الفقہ اجماع کے ساتھ ثابت ہے اور پھر جس قدر کفر بداعتقادی اور الحاد و زندیقیت ان میں پھیلاوے بڑی خوشی سے قبول کرتے ہیں اور ذرہ چیں بجبیں بھی نہیں ہوتے۔ اگرچہ علماء اور فقہاء اہل سنت ہزار دفعہ ان کو متنبہ کریں ہرگز نہیں سنتے **سبحان اللہ مااشبہ اللیلۃ بالبارحۃ** اور سر اس کا یہ ہے کہ وہ مذہب وعقائد اہل سنت والجماعت سے نکل کر اتباع سلف سے مستنکف ومستکبر ہوگئے ہیں **فافہم وتدبر** (کتاب التوحید والسنۃ ج ۱ ص ۲۶۲) گویا ترک تقلید نے کفر، ارتداد، فسق، دین بیزاری، تفوق وتشتت میں اہل اسلام کو مبتلا کر دیا۔ اس دین بیزاری کی مثال تاریخ تقلید میں ہرگز نہیں ملے گی۔